جلد ۲ **مضامین غیر** نمبر ۲۱

۵ جون سنہ ۱۹۳۰ء

تخیلات مادر ہند

بہن برطانیہ! میں کیسی ہوں آخر تمھیں ہو کیا گیا ہے۔ تم اپنے آپے سے باہر کیوں ہو گئی ہو۔ میں دکھتی ہوں تمھاری بات بات سے زیادہ دکھی ہے بھلا میرے بچے اپنا گھر آپ سنبھالنا چاہتے ہیں تو تم بیچ میں کیوں کود پڑتی ہو۔ کیا سب کے جائے ہمیشہ سب ہی میں رہتے ہیں۔ تم لاکھ ناک بھوں چڑھاؤ منہ چڑھاؤ بندی ڈرنے والی نہیں۔ تمھارے اس منہ بنا کر کہہ دینے کو دا ہی ہندستانی لوگ اس قابل نہیں ہے، کیا میں مان جاؤں گی۔ وہ دن یاد کرو جب لنگوٹی باندھنے کا بھی سلیقہ نہ تھا تمھیں بھی معلوم نہیں اور غیر کا اپنے کے لالے پڑے تھے نہیں بیٹھے ہیں۔ اسے میں منتی ہوں تمھارا ہی کوئی سپوت تو کہتا پھرتا ہے کہ آدمی بندر کی اولاد ہے۔ وہی دیہاتی مثل ہے۔ روٹی جانے آپ ہی آپ تو دو چار ساری دنیا بندر کی اولاد کیوں ہونے لگی تھی۔ سچ ہے بہن اپنا ہوت جنگر دوسرے کا پوت دھنگر۔ ہونے والوں کو سب برا کہتے ہیں ہونے والے کو کوئی نہیں کہتا۔ تمھارے صاحبزادے میاں ریڈنگ سا ہی کالا تماشا میرے گھر میں ڈال کے رکھ پر چادر دیتے چل دیے یہاں میرے بچے آپس میں کٹے مرتے ہیں۔ سات دن خون خرابا جو لی پڑا ہے اور تمھارے والے ہو بیٹھ کر تماشا دیکھ رہے جگ کی ان مجبوری کی خالہ بنتے ہیں اور سے تماشا دیکھتے اور تالیاں بجاتے ہیں۔ اسی منہ ہندنیا کی بکراری کا دعوی ہے؟ نہ لاکر یہاں میں منہ ڈال کے دیکھو کسی جو لوگ کسی کی خیر خواہی کا دعوی کرتے ہیں کیا عیب ہے خفیہ پولیس کے ذریعہ سے لوگوں کو لڑواتے ہیں؟

خدا گھستی کن۔ وہاں سنو تو بڑا کون سا انصاف ہے مانت چیز بانگتی ہو پھر کوئی اپنی چیز واپس مانگے تو منہ تھرتھرا کے لال پیلا ہوتی ہو۔ بھلا میرے بچے نے اپنا سرمایہ مانگا تو کیا برا کیا۔ جن ناحق دھرنا دیئے ہو پاہی ہو کر پہاڑا ڈال دیا۔ تمھاری عملداری میں یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے غیر ملکوں میں روپیہ جاتا ہے۔ صاحب لوگ سب مروت کر دیئے گئے۔ بھلا یہ بھی کوئی الزام ہے جو تم بیچارے کی گردن پر سوار ہو گئیں اور لگیں جلے پھپھولے پھوڑنے۔ میری دولت دوسروں کے ہاتھ حالوں کے لئے حلال ہے۔ برا نہ مانو دیکھوں کہ تم اور تمھارے بچے بھی غیر ہی ہیں۔ تم نے میرے کئی بچوں پر یہ کہہ کے آنکھیں نکالیں کہ تمھارے یہاں رشوت کا زور ہے۔ پھر یہ تو کوئی عیب بات نہیں۔ ذری اپنی کچہریوں کی تو خبر لو۔ بہن دائی سے پیٹ چھپانا آسان نہیں ہے۔ بڑا ہو خالہ کے آگے ننھیال کی برائی۔ وہ کون سی کشمش ہے جس سے شادی نہیں۔ اسے میں تمھاری رگ رگ ریشے ریشے سے واقف ہوں بھلا مجھ سے اڑ کے کہاں جاؤ گی۔ جب کسی ریاست میں کوئی تمھارا جبار ری صاحبزادہ جاتا ہے تو تماشا ہے۔ ساری خلقت بیچین ہو جاتی ہے۔ گلی دنگلی لاگے جلاتے پھرتے ہیں کہ صاحب آتے ہیں کھینے کر لکا موٹر چل سڑک کر دو تیار۔ کالو جنگل میں راستے کے جھاڑ۔ باڑھ اروں کو کھود ڈالے پہاڑ۔ بجز سیر فرو یہ کہ سو دو سو رنڈیاں ہزار دو ہزار اٹھ سو جاتا برگل جاکا الاپانی یہ روز مرہ کا حاتب ہے۔ رخصتی کے وقت میم صاحب کو دس پانچ ہزار کا ہار نچھاور کا دستور بھی پڑا تا ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور جو کہیں اسیں ذرا سا فرق پڑا تو لگے غرانے اور راجا صاحب ریاست کا انتظام ہو بہت خراب ہے اور میرا بچہ سہم کے رہ جاتا ہے۔ لوگو یہ کیا اندھیر ہے۔ میرے بچوں کو کیسا شیشے میں اتارا ہے جسکو دیکھو گٹ پٹ گٹ پٹ۔ میں کی بولی بولتا ہے۔ وہی انگریزی وضع قطع وہی ہوچھے بال آدمی سے ٹل دم بنگلے ہیں۔ یا اللہ انگریزی شوخی بچائے جان ہوتی۔ باپ کا ادب زبان کا لحاظ اور مہر کر کر

سرکی تعلیم ہی ایسی ہو رہے ابھی کل ہی کی بات ہے۔ خورشید مرزا کے دو نوں بچے آئے میں نے ان سے پوچھا کیوں لاڈلے بیٹا کیا پڑھتے ہو۔ بیں وہ ٹر ٹر گٹ پٹ کرنے۔ اے میں کیا جانوں یہ کون سے دیس کی بولی ہے۔ میں نے کہا بیٹا میں تو کچھ بھی نہیں سمجھی۔ کہا ڈیکے معنی یہ کتا آیا۔ توبہ ہی سنو بیٹا ہمیں کا لا ہوتا ہے وہ صاحب نہ خدا کا نام نہ رسول کا کلمہ۔ پڑھاتے کیا ہیں کتا بلی۔ پیارے مرزا سے جو پوچھا۔ بولے میں تو بی۔ اے پاس کر چکا اب لا پڑھتا ہوں۔ مگر بڑے لڑکا پڑھتا ہی کیا ہے آخر کیا لا؟ روپیہ لا؟ پیسہ لا؟ عربی میں لا کے معنی ہیں، نہیں ہے تمھیاں کا سبق نرالا سبق ہے لڑکے کا رن گھروں میں جھاڑو تو پھر گئی اب کیا نہیں نہیں ہو گی۔ بس ولا ولا کی رٹ ہے جیسے آپ ہر بنتے مانگا کرتی ہو ویسا ہی دوسرے کو بھی چاہتی گھر نیا ہے کہ دو۔ ہنگامہ ہے کچھ دو۔ پانی پیا ہے کچھ دو۔ مگر وہی ایک بات ہو تو کہی جائے۔ نقل ہوئی بچانڈوں سا بچے کھیتی۔ لگا سے بجائے آپ کی۔

خیر بی بی جو تم اچھی رہیں (اچھی) تمھارے بچے اچھے۔ اپنے بچوں کو اپنے کلیجے سے لگائے رکھو۔ میں اس خیر خواہی سے در گذری۔ سچ پی ہزار نعمت کمائی۔ وہ کہتے نہیں ہیں جنتو بی بی مرغا لنڈورا ہی ہو کے جیے گا ہے

روزانہ ملری پھر آئی ہے جا کر نا لی
جاؤ میں جائے کرایہ وہ کرو گھر خالی

راقم

زبان نیشنل کانگریس

پیکر وفا

خاتون اکرم مرحومہ کا لکھا ہوا ایک اخلاقی قصہ ہے ایک حریص شوہر اپنی بی بی کا زیور چرا کے ولایت گیا سے جنت آنجہا کر آزادت نیا شد مشہور ہے جنت والے اس دنیا کے غم میں مبتلا نہیں ہوتے۔

شوہر صاحب نے بی بی کے راحت و آرام کی پروا
نہ کی وہاں سے بھی لگاتار خرچ منگواتے رہے پھر
واپس آئے تو اپنے باجی پن کی نشانی ساتھ لائے
کچھ دنوں اچھے چلتے رہے۔ مگر باجی پن کوئی معمولی
اور آسان تحفہ نہیں دے زوال عیش و فراغت
میاں انہی باجی کے تابع فرمان پھر آخر آئیں گے
پڑیں باجی پن تو چندیا گرا کے جس راہ آیا تھا
چل دیا میاں قرضخواہوں کے نرغے میں رہ گئے
آخر پھر شریف اور ہوشیار بی بی کام آئی
رفن پھر ایک شریف شادی بیبی ہی ہوتی ہے قصہ مختصر اور دلچسپ ہے قصہ کے پلاٹ سے متعلق جو کردہ الفاظ چننے لکھے ہیں وہ افسانہ نگار کے نہیں ہیں محبت سے
بیٹے ہوئے دل سے نکلے ہیں عمدہ اور نرم الفاظ ایسی
جاذبیت کا سد باب نہیں کر سکتے اسلئے مجبور ہیں
قصہ ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ آرٹ پیپر
پر مطلا مذہب ہے ۶ر قیمت ہے۔ منیجر عصمت
دہلی سے طلب کیجیے۔

باصطلاح مشہور کیمیا ثروت و نعمت کا
نام ہے خواہ ترکیب اجساد سے ہو یا جڑی بوٹی
کے ذریعہ سے۔ اکسیر سازی اسکا جزو اعظم ہے۔
اجتناب رذائل و اکتساب فضائل کو کیمیائے
سعادت کہتے ہیں۔ مال دنیا کے عوض متاع
آخرت کا بیچنا کیمیائے عوام ہے۔ لیکن حقیقۃ
بحسن صنعت ہی کیمیا ہے۔ خواہ اُس صنعت کا
تعلق ذی عقل انسان کے نفس سے ہو یا جمادات
و نباتات سے۔

بنی ہے حاجی علی شاہ تھے جو سعادت علیخاں کی
پوشاک یا وردی کے لیے وضع نہیں کی وہ صرف
ایک ہی ٹوپی کے موجد ہیں جب تھے اور دوپلی
ٹوپی کہتے ہیں یہی ٹوپی انکی تصویر میں ہے اور
پکچر ہال حسین آباد میں دیکھی جا سکتی ہے یہی
ٹوپی ہے جسے انگریزوں نے اتار لیا۔ اسکا نقشہ
نے بنایا تو وہ صاحب عالم مرزا مصطفےٰ حیدر مرحوم تھے جو
واجد علیشاہ مرحوم کے ...
لکھنؤ کے رئیس سابق میونسپل کمشنر تھے اب بھی
ہر حال اصلاح انہی وضع اور ترتیب کے لحاظ سے اچھا ہے اور اس سے کم قیمت ہوگا۔ نمونہ ... لکھنؤ سے طلب کیجیے۔

—:—

—:—

—:—

—:—



"بحر فکر کی غواصی"

کیا کیجیے۔ سائمن کمیشن کی کامیابی کے لیے حیلہ ہائے ناحق کی تلاش ہے۔ دریا کی سطح بے ضرر ہوتی ہے مگر تہ میں مصیبتیں بھری ہوتی ہیں۔ ادھر بائیکاٹ اودھر بائیکاٹ لاحول۔ جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔

رسالہ کیمیا

لکھنؤ سے سید نصرت حسین صاحب فطرتی کے
زیر نگرانی ... صاحب ... ایک
ماہوار رسالہ بنام کیمیا جاری کیا ہے۔

اس رسالہ کا موضوع مطلق صنعت ہے جس کا
فائدہ ادنی چیز کو اعلیٰ اور بیکار کو مفید بنا کے اپنا پیٹ
پالنا اور خلق اللہ کا کام نکالنا ہے۔ نہایت مبارک
موضوع ہے۔ اسمیں صناعوں کی تشویق اور مجربات
کی ترغیب و تحریص کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔
رسالے کے زیادہ مقبول اور دلچسپ بنانے میں
کافی مہارت صرف کی ہے بعض مختصر مضامین ایسے
بھی جمع کر دیے گئے ہیں جو موضوع سے غیر متعلق ہیں
مثلاً مولوی شرر مرحوم کا مضمون لکھنؤ کی ٹوپیاں یہ
مرحوم کا یہ مضمون بالکل سطحی اور سنی سنائی باتوں پر

شان ہندوستان

منشی ہیرا لال صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر
نے ہندوستان کی پرانی آن بان شان دکھانے
کی سعی اس رسالہ میں کی ہے۔ یہ پہلا حصہ ہے
ہندوستان کوئی چھوٹا سا ملک نہیں جس کا حال
۲۲/۲۲ کے ۱۰۰ صفحہ کی مختصر کتاب میں آ جائے تاہم
وید اور پران یا مذہب کی تحقیق کے لیے موزوں
ذریعہ ہے پھر بھی اس مختصر یادداشت سے اجمالی علم
دیکھنے والے کو حاصل ہو سکتا ہے ہر چیز سے بحث کی ہے

کتاب کے صفحے جو نمبر میں کوئی کلام نہیں۔ ۹۰
قیمت ہے لکھائی چھپائی اچھی ہے۔

ملکی اخبار

(نمبر ۱)

(۶) سال رواں میں ایک شخص نے غسل واجب کی نسبت مفتی صاحب سے کہا کہ قبلہ کیا عرض کروں سمندر یا دریا کے غوطے لگا چاہا مگر غسل کے بعد بھی شک باقی رہتا ہے۔ پاکیزگی کا یقین نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے جواب دیا بھائی تم بہت زیادہ سادہ ہو پھر طہارت کا مجہول کیوں مانتے ہو۔ سائل پریشان ہو کے صورت دیکھنے لگا۔ مفتی صاحب بولے کہ میں غلط نہیں کہتا رسول اللہ کی حدیث ہے رفع القلم عن المجنون (مجنون مرفوع القلم ہے) جو شخص دریا میں غوطے لگانے کے بعد بھی ناپاک رہے اسکے پاگل ہونے میں کیا کلام ہے؟ ایسے جنون یا شبہات کہیں گھر کر طہارت کی تلاش میں ڈوب نہ مرو۔

(۷) سنتے ہیں کہ [illegible] میں ایک صاحبزادے ہیں جن کا نام رفیع احمد ہے انھوں نے ایک عورت کو [illegible] پانی پلا رہی تھی اسکا [illegible] مقدمہ پہنچا عدالت معلوم ہوتا ہے مجسٹریٹ کوئی اگلے زمانے کا با غیرت آدمی ہے وہ [illegible] سے جرم پر جسکا ارتکاب آجکل کے حامی ترقی نسواں لیڈر [illegible] اور ہاتھ [illegible] نظر کرتے رہتے ہیں ایک سال قید کی سزا دیدی۔ ہماری دانست میں سزا دینے کے عوض اسے [illegible] کے [illegible] بھیجنا زیادہ مناسب تھا کیا عجب کہ [illegible] ایک دن یہی لڑکا اپنے وقت کا عظیم [illegible] ہوگا۔ یہی [illegible] کی ضرورت بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے تا بجو بتا چہ رسد۔

(۹) واشنگٹن [illegible] ہے انگلستان میں ایک روشن ضمیر عورت [illegible]

پڑھنے اور ٹھیک ٹھیک حال بیان کرنے کی مشق تھی [illegible] اس میں کیا خرابی ہے جو مجسٹریٹ صاحب نے جرمانہ ٹھونک دیا۔ غنیمت ہے کہ اس کے مقدمہ شروع ہونے سے پہلے مجسٹریٹ کے فیصلے کو خدا اور جرمانہ کی تعداد سے لوگوں کو مطلع کر دیا تھا ہمارے نزدیک مجسٹریٹ صاحب مصر بھیجے جائیں تو بہتر ہو کیونکہ اہرام مصر بھی پیشین گوئیاں کرتے رہتے ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک انگریز پادری نے اہرامی بشارت اپنی [illegible] کردی ہے کہ شمالی حصہ انگلستان دریا میں غرق ہو جائیگا ۲۹ مئی سنہ ۲۸ سے لے کے آٹھ برس تک دنیا بھر میں لڑائی جھگڑے بکھیڑے خونریزی اور قتل کا بازار گرم رہے گا۔ اہرام مصر کی پیشگوئی پر پادری گواہ ہے کہ دنیا کا دل دھڑک رہا ہے اتنا بڑا اہرام قابل [illegible] نہیں مجسٹریٹ صاحب جائیں اور کم از کم دس برس کی پھانسی اہرام مصر کو دیں۔ اصل یہ ہے کہ دنیا میں قانون کے نام سے حماقت یا خباثت کا ڈنکا بجا ہوا ہے۔

(۱۰) مسٹر ہارٹ شارن خاص کمیشن کے ایک ممبر [illegible] میں [illegible] زبان کھولی حضرت نے ٹاٹا کمپنی کی مذمت کی اور مسٹر سکلات والا نے [illegible] بیانات کا مطالبہ کیا گیا کہ ہارٹ شارن صاحب [illegible] کی لیڈری سے مستعفی ہو گیا خیال تھا کہ ہم ہر چند غیر مگر باغیرت ضرور ہیں اب معلوم ہوا کہ غیرت بھی صاحب نے بھون کھائی ہے [illegible] کو عجیب [illegible] کی بدولت سرخ روئی سے [illegible] حقیقت [illegible] عجیب مجموعہ [illegible] کے [illegible] بائیکاٹ ہوا [illegible] گئے [illegible] ہے۔ سچ ہے [illegible] غیرت دار کی [illegible] کی قسم [illegible] کرم خدا بخشے [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] تھا اس نے مرتے وقت اپنے لڑکے سے کہا کہ بیٹا دسترخوان پر بات چیت نہ کیا کرو اگر [illegible] ہو تو صرف [illegible]

[illegible] بھی نوالا نگلنے کی ایک آسان تدبیر ہے۔ [illegible] سے [illegible] بند ہوتے ہیں اور حلق کی نالی کھل جاتی ہے کمیشن صاحب نے یہاں کی [illegible] میں [illegible] کی ہٹ لگائی اور بائیکاٹ کے سخت نوالے پیٹ میں اتار دیے۔

(۱۱) ایک نرالی بات ہوائی خبر [illegible] اخبار [illegible] میں ہے کہ ایرانی [illegible] نے شاہ افغانستان کی خدمت میں تار دیا ہے حضرت یورپ میں تو خیر [illegible] پر عمل ہوا مگر [illegible] اگر ایران میں یوں [illegible] بغیر نقاب کے نکلیں تو ایران کی بیگمیں اپنے شوہروں سے شکایت کریں گی کہ ہمیں [illegible] شاہ غازی افغانستان [illegible] کشادہ [illegible]

[illegible]

غالب مرحوم بنات النعش گردوں پر تعجب کرتے ہیں اور ہم [illegible] افغانستان پر۔

ہمیں ایسی خبروں کی صحت میں [illegible] کلام ہے کیا معنی کہ خود ایرانی عورتیں پردے کی [illegible]

بے پردہ ہو جاتی ہیں اور ملا جی چاہے ان کا کچھ بنا
بگاڑ نہیں سکتے۔ بیس برس اُس طرف برقع اوڑھنے
زنانی پوشاک کا لازمی جزو بنا رکھا تھا اور برقعے
بھی لوازم پردہ میں شامل تھے۔ اس سامان میں
جو چیزیں فیشن اور زینت سے علاقہ رکھتی تھیں وہ
باقی ہیں مگر شرعی احتیاط کو ان کے باقی رہنے میں
کوئی دخل نہیں۔ برقع کی شکل بدل گئی۔ برقع کا منہ
تنگ ڈھیلا ہونا شروع ہوا تو پہلے ماتھا کھلا پھر
آنکھیں کھلیں پھر ناک کے نصف حصہ تک پہنچ گیا
یعنی چکلان میں آدھا چہرہ جسے آدھا کھلا رہا۔ اب یہ
دستور ہے کہ جالی دار برقع برائے بود و باش ہر جا ورنگے
کے ساتھ ہوتا ہے لیکن بمشکل استعمال میں آتا ہے
اس کی جگہ بدل گئی۔ پہلے منہ پر چڑھتا تھا اب سر پر چڑھا
رہتا ہے۔ غیر مرد سے بات چیت یا آمنے سامنے کے
وقت بی صاحب برقع کو چہرے کی لنگوٹی بنانا
بھول جاتی ہیں۔ خطائے نسوانی اور خطائے نسیانی
ایک ہی بات ہے۔ پیارو اب یہ پیارو کے نذر کرے گی۔
بے فائدہ مہمان عزیز کی دل شکنی کیوں کرتے ہو۔

(۱۲) [illegible] میں ایک ڈاکٹر اور اس کے ملازم پر مقدمہ
چل رہا ہے الزام کی تفصیل مدعی مستغیث کی زبانی
یہ ہے کہ بندہ ہاتھرس کا پشتینی رئیس ہے اگلے
زمانے والوں کی عادت تھی کہ روپیہ پیسہ گھر میں دفن
کر دیتے تھے بندے کے گھر میں بھی ایک خزانہ ہے
مگر خزانے کا صحیح ٹھکانا معلوم نہیں لہٰذا خیال ہوا
کہ کسی غیب داں سے مدد لی جائے جو بتلا دے تو فنا
ڈاکٹر صاحب مل گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک
بھوت سے ملاقات کروائی بھوت بار بار اپنی صورت
دکھاتا رہا آخر اس نے دھمکیوں پر دھر لیا۔
مقدمہ کے تفاصیل کچھ ہی ہوں ملزم سزا پائے
یا بری ہو جائے اس سے ہمیں سروکار نہیں ہم تو
صرف یہ کہتے ہیں کہ مخفی خزانہ دفن شدہ کا پتہ
لینا اگر بھوت [illegible] بھوتوں کا سا [illegible]
ہوتا رہتا ہے۔ اگر مستغیث ہوشیار شخص ہے تو خود
[illegible]
[illegible]

پاؤں رہو گے پیچ کا۔ چاہے خزانہ دے یا نہ دے
[illegible] ہو۔ وہ اعلان کریں پھر دیکھیں کہ کیسے [illegible]
مقدمہ باز جاری۔ عامل رمال۔ نجومی جوتشی [illegible]
علوی بھی ان کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ ایک بڑھیا نے
اپنی ناخلف اولاد کی خدمت سے تادم مرگ فائدہ
اٹھایا۔ صندوق میں اینٹیں کنکر پتھر بھر کے کہہ دیا
اسمیں مال ہے مجھے تمہاری پروا نہیں جو میری
جوتیاں سیدھی کریگا اُسے دونگی۔ بڑھیا مر گئی۔ اولاد
کے ہاتھ کنکر کے سوا کچھ نہ لگا۔ کیا مستغیث صاحب
فکر و تدبیر میں ان بڑی بی سے بھی کم ہیں۔؟
باقی پھر:

واقف

اخباری :

پنچ مل خدا - خدا مل پنچ

خالی از فراست و کیاست

والیان ریاست

بعض اہل جناب کی عادت نہیں کہ خواہ مخواہ
نصرت کے پیچھے پڑے رہیں حکومت وقت کی غلامی
کے بعد جتنے تیرہ انسانیت سے آزاد ہو جانے کا
انہیں حق حاصل ہے۔ رنڈی بھڑووں سے
دربار بھریں ڈومنیوں سے آشنائیاں کریں گویوں
کو بیگمات پر ترجیح دیں۔ رنڈی بازی شعار
ہو۔ [illegible] عشق کا گھنٹا بھوت سر پر سوار ہو یعنی
[illegible] رنگنا اور [illegible] کا میاں [illegible]
رہا کریں [illegible] سے زبردستی [illegible]
خزانہ میں [illegible] نہیں کیا۔ دانائی [illegible]
[illegible]
برسیں گے جان صاحب فرماتے ہیں ع
مرے تیلی تنبولی کو [illegible] ہزاروں [illegible]
مگر ہزاروں آدمیوں کی فریادی تحریریں [illegible]
ہیں [illegible] خلاف ریاست ہے [illegible] احتیاط
[illegible] سے واقعات کی
تفصیل [illegible] قبول ہو [illegible]

ہے سبیل الخیر [illegible] مقاصد فرض عین ہے [illegible] سلسلہ
اقبال تنبیہ [illegible] ملاحظہ ہو۔

(۱) خواجہ سگ پرست یا راجہ سگ پرست؟
کیوں جناب پنچ! اب بھی آپ تناسخ اور آواگون
کے قائل نہ ہونگے۔ کہ خواجہ کی روح راجہ میں حلول
کر گئی۔ مگر الف لیلہ والے سگ پرست کے پاس
ایک وجہ وجیہ سگ پرستی کی موجود تھی یعنی
اُس پر کتے نے ایسے احسان کیے تھے کہ وہ بیچارہ
حق شناسی کی بدولت سگ پرستی پر مجبور ہو گیا
بھائیوں کے مظالم پر کتے کی رفاقت غالب آئی
بار ہا کتے نے جان بچائی۔ بخلاف راجہ صاحب
کے ساتھ بھائی بندوں عزیزوں رشتہ داروں نے
کون سا برا سلوک کیا ہے جو رشتہ داروں کا حق
اور رعایا کی کمائی کتوں کی کھلائی پلائی میں صرف
کرتے ہیں۔ عزیزوں کو روٹی میسر نہیں میاں ٹائیگر
(کتے کا نام) [illegible] چھپر کھٹ پر آرام فرماتے ہیں
رشتہ دار خیراتی اسپتال میں بھی جگہ نہیں پاتے
کتے صاحب کا پاخانہ خود راجہ صاحب سر کھینچے
دیکھتے اور خاص ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں
ذرا کوئی اس راجہ سگ پرست کی خبر لیجیے۔

تنبیہہ۔ بندۂ خدا! کتوں کے متعلق سیکڑوں
مثلیں ہیں۔ سگ باش برادر خورد مباش۔
یا سگ حضور بہ از برادر دور۔ تاک باشی
خرک باشی یا سگ مردار باشی۔ ہر چہ باشی
باش عرق اندر کے دربار باشی۔ زمانہ ہے انگریزی
انگریزوں کا [illegible] زندگی کتا ہے۔ کتوں کی یہ قدر و
منزلت راجہ نے اپنے استادوں سے سیکھی ہے۔
لہٰذا یہ دیکھ کہ سگ بازی پر [illegible] کی [illegible]
گورنمنٹ کی جانب سے ابتدا ہوگی فضول ہے۔ جب تک
خود [illegible] نہ ہو جائیں اسوقت تک اس کا
[illegible] یہ حال ہے میاں [illegible] بیٹھے [illegible]
جیل نکلنے کا علاج [illegible] اور ضرور [illegible] ہے۔

(۲) بھو تکل ــــ؟
عرب جاہلیت میں رسم تھی کہ باپ کے مرنے پر
اس کی منکوحہ عورتیں خلاف اکبر اولاد کے [illegible]



معاملہ چین - عجیب بائیسکل

گھاڑ سوار (جاپان)۔ ارے رے رے سے سے گرے گرے ماموں سام (امریکہ) پھوپی برطانیہ سنبھالو سنبھالو ہائے دان نیچا ہے پاؤں چھوٹے ہیں ۔۔
بیٹے۔ گرنے پڑنے کا تم کو خطرہ ہے۔ باقی سائیکل بڑی چلے گا اور تمہارے زور سے چلے گا۔ ہاں شاباش شاباش۔ بیٹھ تو گئے ۔۔۔

سابقہ قتل تھیں۔ اب زمانہ ہے والئ ایک نواب صاحب نے زبردستی ولیعہد کی منکوحہ سے بعد طلاق نکاح پڑھوا لیا۔ اور سنت جاہلیت کا یوں انتظام کیا بس ہو چکی نماز مولانا بیچ اندریں مسئلہ؟

تنبیہ۔ باطریق باش سے

خلق نہ بندگان گر نقش خطاست

بیٹے کا مال باپ کا مال ہے جب بیٹے کی ماں پر باپ کو تصرف کا حق حاصل ہو تو پیشا کیا چیز ہے۔

(۳) بھرت پور یا بھرتا پور؟

سنا آپ نے مہاراجہ صاحب تو ندیوں پہ ٹھیکا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور مہاراجہ صاحب کی ذرا جنس حقیقی بچا ہو ما شاء اللہ بیاہتے کو تیتی ہیں شادی ہو رات ہے۔ وہ پیدا ہوا اور رو پیہ ہے جس ہے بھی آورندیوں کی بدولت جاہ و شہرت مال کی پامال تو زد میں چلا بھرتا چلا جاتا ہے۔ یہ کیا اندھیر ہے؟

تنبیہ۔ پھر آپ کو کیا خبر ہیں؟ اے حضرت راجاؤں کو قول ہے کہ رو پیہ کے واسطے شادی کرنا چاہیے۔ اور لڑکی دھوم کو نام سے کرنا چاہیے ہیں فضول خرچی نہ کریں۔ گر فتہ وضع دار یاں یوں نہ رکسیں گی۔ ورنہ زمانہ گیا جب خالی ہو بھی شفق بھی

[illegible] چھپا ہوا ہے زمانہ ہے روشن خیالی کا۔ خالی پڑی مرگھٹ میں ہی پڑی جاتی ہے اور کتنے بھی پڑ گئے ہیں۔ بس اگر لیڈروں کے فرمان کی تعمیل ہو رہی ہے تو آپ کیوں اعتراض کرتے ہیں۔

(۴) اندھیر!!!

واللہ عجب زمانہ ہے ایک طرف تو مہاراجہ صاحب بیکانیر دوسرے رئیسوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ یوں انتظام کرو یوں قانون بناؤ۔ دوسری جانب اپنی ریاست کا یہ حال ہے کہ لوگوں کی زمینیں ضبط ہو رہی ہیں اور وہ بیچارے جلاوطن ہیں۔ دوالش ہے کر تو یہ بھلی۔

تنبیہ۔ زمین کے متعلق یہ قانون بنا ہے کہ وہ جاگیر وقت کے سوا اور کسی کی ملک نہیں کوئی خریدے تو قبضہ کا حق نہ کر سکتا ہے لہٰذا ضبط مہاراجہ کے خیال ضبطی اور غصب میں رہتی ہے جب قیمت اور معاوضہ کا ذکر ہی کیا۔

(۵) سفلہ پروری۔

ایک نواب صاحب نے اپنے سائیس پر ایسے لٹو ہوئے کہ اسے گھر بار کا مالک کر دیا ہے جو چاہے کرے اور جس جگہ چاہے سیخ تھر کرے۔

تنبیہ۔ یار تم شاید لغت سے واقف نہیں ہو۔

سائیس مشتق ہے سیاست سے۔ ریاست بے سیاست ہو نہیں سکتی بس ایک ریاست سائیس کے زیر سایہ ہے تو اس میں کیا قباحت ہے بجائی تمہیں تحقیق کیا ہے؟

(۶) مولوی عبد الرزاق فردوسی

پہلے حضرت۔ ریاست بھوپال سے مولوی عبد الرزاق صاحب جو کہ تاریخ اسلام رتب کرنے کی خدمت پر مامور تھے سنین تھے تخفیف کی زد میں آگئے۔

بسی سال بردم بہ شہنامہ رنج
کہ شاہ بخشد مرا مال و گنج
کنوں عمر نزدیک ہشتاد شد
امیدم بیکبارہ بر باد شد
کہ شاہ محمود والا تبار
نہ اندر سر آمد سہ اندر چہار

معلوم ہوتا ہے کہ بھوپال میں بھی کوئی حسن میمندی کا سا شیر گھسا ہوا ہے ایک علی گڑھی کو لاد ہو چکے ہوئے رئیس سے یہ حرکت ہوئی کیسی بے جوڑ بات ہے۔

تنبیہ! بجائی کیوں بک بک کے جان کھاتے ہو قدیم دستور کی پابندی بھی کوئی گناہ ہے۔ الغرض کے مصنف سے کہہ دو کہ برکی خاندان کا مورث اعلیٰ انگوٹھی کے نیچے اسی لیے زہر چھپائے رکھتا تھا

کہ ہر وقت وہ ... کے چنانچہ جب بادشاہ کے بازو کا اتنا زہر کی بوسہ تم کے پاس تیز تر یا تو اس نے پوچھا کیا تمہارے پاس زہر ہے کہا ہاں۔ دریافت کیا زہر کیوں پاس رکھتے ہو جواب دیا اگر ناگہ نیاز بڑی دوڑ گار ... برکم۔

قلم میں زہر سے زیادہ طاقت ہے، البرکہ ... اب ... الجھا پر ... ڈالو ہے

ہر مشاعر بر ... گویہ عجبا
بانیہ جیا ہا قیامت بجا

(۷) درندہ و عقال (حکایت)

بار ... سے ہرن کا شکار پسند ہوتا تھا۔ اب یہ دستور ... نہیں ہے۔ ... کا شغل ہوا ہے زیادہ تا الیبرٹی اور بھیڑ کے بازوں کو رکھا یا پھر چھوڑنا کر کھیلو قلندر۔

چنانچہ نواب ...... نے جنگل اپنی ... کے زنا ... ایک چیتا ... میاں کی بھیڑوں پر چھوڑ دیا ہے۔ چیتا بھیڑ کے ہرن کا پیٹ پھاڑ ڈالتا ہے مگر یہ چیتا عجب چیتا ہے کہ غریبوں کا پیٹ پھاڑ ڈالتا ہے اور ... پیٹ ... بھی ہے۔ قہر ہے قہر۔

تنبیہہ (حکایت) ابن قتیبہ راوی ہیں کہ ... ایک مقام کا قاضی مقرر ہوا۔ عموماً حکومت کی طرف سے ہر قسم کے اعلان مساجد میں ہوا کرتے تھے۔ ... کا فرض تھا کہ وہ مسجد میں حاضر ہو کر ... زبانی احکام عوام تک پہنچائے۔ ابوالعباس ... منبر پر چڑھا مگر حسب دستور ... کا دستور ... نہ کے ترک کیا ... ہاتھ میں لے کے کہا کہ ... امیرالمومنین نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم بنا کے بھیجا ہے۔ خدا کی قسم میرے نزدیک عمدہ ترین انصاف و عدل اس کوڑے کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے حق و انصاف کا آئین کا زمانہ ہے۔ میرے سامنے ظالم آئے یا مظلوم کوئی ہو ... اس کوڑے سے ... دوں گا۔

یہ ... عدالت ... ایسی ... کہ لوگوں نے استغاثہ ... ہاتھ ... لا ... ہاتھ ...

آپس میں پنچایت کر کے فیصلہ کر لیتے تھے حاکم صاحب کو جیل بھیجنے کی زحمت نہ دیتے تھے۔

اس عہد ترقی و حضرت میں نواب صاحب کو ... اور دوسرے آلات تعزیر اگر اپنے کسی نائب کے ہاتھ میں دے کے ... پر تلے رہتے ہیں تو کابل ستائش ہیں از فریادو ... بچاری یہ اپنی ... پہ ... ہوا ... نہیں ہوتی خود ... پڑتے ہیں۔ ... حاکم ... بھرا ... کا ... (جیسے خوبصورت چاہنے والا خاوند ملے)

(۸) انقلاب

... اودھ کا چوہدری ... نہیں کرتا مگر ریاستوں کا ابا آدم ہی نرالا ہے۔ صوبۂ اودھ کے ایک صاحب ... کو ... کسیہ ... درستی نظام و انتظام کی غرض ... سے زیادہ توجہ کی ... کو ... انصاف و عدالت کی پاسداری ... اب زمانہ ... کیا کہتی ہیں ... اور ... ریاست ... ہے۔ نواب ... اور ... پرست ... بیا ... بی بی کی بھی ... کی ... بی بی ... اور دوسری عورتوں کو ... کر ... کی بھی ... کی جگہ ... ہے ... رہنا چاہیے۔ اس سے ... ایک ڈومنی سے نکاح کرے تاکہ مجھے کچھ تو ... کرنے کا موقع ملے۔ لوگوں کے سامنے نالائقی کو رونا روؤں یہ ... مارے باندھے کا سودا ڈومنی گلے پڑی۔ اب بی بی بیچاری ... یہ ... سے جناب ... آپ ہر ایک کے سامنے ... رہتے ہیں کیا کروں۔ میاں کے ارسے ناک میں دم ہے۔ دیکھیے صاحب ڈومنی سے نکاح کر لیا ... ایسے امور میں دخل ... کو لوگ کہیں کہ ... کے ... ہیں۔ خاموش رہوں تو ... مظلوم صورت دیکھ کے کلیجا پھٹتا ہے۔

تنبیہہ۔ ہمارے نزدیک حضرت ولیعہد کو خدا کا

سجدۂ شکر ادا کرنا چاہیے کیا معنی کہ سنت ابوی ہو گئی جاتی تھی تو فیض ... حال ہوئی جب کوئی ... ہونے کا ... دے گی ......

باپ کا نام قائم رکھنا بیٹے کا فرض ہے صاحبزادے صاحب "مرد وقت" ہیں۔ وہ بچت ... دوڑی ... سنت علی فرش ... پٹھانی ... ایک آغا کا بی ... سے ... بناوٹ سے نفرت ہے ... ایک نواب زادی کی ... کی جب ... نواب زادے نے ... چیز ... جی چاہے ... ہوں۔ بھوکا نہیں ہے۔ طبیعت ... کھانا ... ہوں۔ ... طائف ... میں ... ڈیا۔ پٹھان کو آیا غصہ اٹھے ڈنڈ سنبھالا ... نواب نہیں ... تو ام ... سر توڑ دے گا۔ آخر مجبوراً ... سے نواب زادے نے ... دس پانچ گیابوں کا خون کیا ... ایک ... بیان ... کی پیٹ میں ... اور ... گئے ... مرد ... آنکھیں ... بھی ... مار کے ... کی ناکامی ... دشمنوں ...

جب ولیعہد صاحب اپنے شفیق باپ کی مسند پر جلوہ گر ہو گئے تو پٹھانی ... یاد آئے گی۔ ادھے ... اس ... میں اگر کوئی ... ہمارا نکاح کر دے تو ہم ... قبول کریں گے ... کے ... ہے ... باقی ... وہ ... جام ... پھر ... باتوں کو ... دیکھیے۔ تمام رئیسوں کو خاک نے گھیرا ہے ان کی آنکھیں ... ہیں ہم ریاستوں میں عام ... کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس زمانے ... ہوتا بہت دشوار ہے۔

اگر ... دیگر ... ماند

باقی آئندہ

نوٹ ... گرامی ... تحریر ... بھیجے ... ہم ... ہے ... بیماری نہ چھپائیے۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیج بیج ... گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی چیزین اور ... نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا گونی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے ... سمجھ لینے کے بعد ... نہایت صاحت ... کتاب مین لکھ دیے گئے ... ہر ایک کو برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ہو ایک معمولی ... یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین ... علاوہ ... مرتبہ ... اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ... اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ... کے استادون کی ... موجود ہے۔ قیمت ... حصہ اول کی ... فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔